كلمة المدير

سقوطِ بغداد ۔۔۔ عبرتناک انجام!

انا للہ و انا الیہ راجعون

بغداد کی سرزمین ایک مرتبہ پھر خون میں نہا گئی۔ اس کے حسن کو مسخ دیا گیا' گلیاں ویران کر دی گئیں' مال و اسباب لوٹا گیا۔ ہسپتال لاشوں اور زخمیوں سے اٹ گئے۔ جو باقی بچا اسے آگ لگا کر خاکستر کر دیا گیا' صدیوں پرانی تاریخ دہرائی گئی۔ تاریخ اسلام کے چند ابواب نہایت کرب ناک ہیں۔ جسے پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ سقوطِ بغداد ہو یا سقوطِ غرناطہ' سقوطِ ڈھاکہ ہو یا سقوطِ کابل' ان سب میں ایک گہری مماثلت پائی جاتی ہے۔ کہ فاتح اقوام نے ان میں درندگی سفاکی اور بہیمت کا خوب مظاہرہ کیا۔ جسے بیان کرتے ہوئے خود مورخین خون کے آنسو رو دیئے اور ان کی قلمیں وہ دلدوز مناظر رقم کرنے سے قاصر رہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی بادشاہ کسی دوسری بادشاہت کو تاراج کرتا ہے تو اس کا انداز یہی ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں بیان ہے:

ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها وجعلوا اعزة اهلها اذلة وكذالك يفعلون۔ (النمل:۳۴)

چشم فلک نے وہ قبیح منظر دیکھے کہ نیزوں کی انیوں پر بچوں کا رقص ہوا۔ عفت مآب خواتین کی عصمتیں سر بازار نیلام ہوئیں۔ لاتعداد عورتوں کے سہاگ اجڑ گئے' ماؤں کی گودیں ویران ہوگئیں۔ انسانوں کا قتل عام ہوا' شہر کھنڈرات میں بدل دیئے گئے۔ اس تباہی اور بربادی پر مدتوں لوگ زخم چاٹتے اور آنسو بہاتے رہے۔ بالخصوص بغداد جو کئی مرتبہ اجڑا اور آباد ہوا۔ وہ بغداد جو مسلمانوں کی عظمت رفتہ کی حسین یادگار ہے۔ جسے خلیفہ المنصور نے بڑی چاہتوں سے آباد کیا اور مسلمانوں کا دارالخلافہ قرار دیا۔ وہ بغداد جو مسلمانوں کی امنگوں کا ترجمان ہے' وہ بغداد جو علمی' تہذیبی' ثقافتی' تمدنی' اقتصادی' تجارتی اور تعلیمی مرکز قرار دیا۔ وہ بغداد جس نے اسلامی کلچر کو پروان چڑھایا۔ وہ بغداد جس میں دنیا جہان کے علوم کو ایک چھت تلے جمع کیا گیا اور جامعہ کا تصور پیش کیا۔ جس میں تفسیر' حدیث' فقہ' اصول' سیرت' تاریخ' جرح و تعدیل' ادب' لغات' فلسفہ' منطق' طب' ریاضی' جغرافیہ' کیمیا' طبیعات' حیاتیات' علوم فلکیات جیسے تمام علوم حاصل کئے جاسکتے تھے۔ وہ بغداد جو مشرق و مغرب کے درمیان سنگم تھا۔ اقتصادی و تجارتی منڈی جہاں اکناف عالم سے تاجر آتے تھے۔ وہ بغداد جو شاعروں' ادیبوں' موسیقاروں' فنکاروں' علماء و خطباء کی آماجگاہ تھا' وہ بغداد جس کے خوبصورت بازار حسین باغات باعث کشش تھے۔

علم و عرفان کا مرکز اور مینارہ نور جب ذاتیات اور انانیت کی بھینٹ چڑھا۔ حکمرانوں کی عیش پرستی علماء کی نااتفاقی اور ظلم و ستم حد سے بڑھا۔ فقہی اختلافات نے جب خانہ جنگی کی صورت اختیار کی تو پھر عذاب الٰہی ہلاکو خان کی صورت میں نمودار ہوا۔

آباد و شاد بغداد بھوت بنگلہ میں تبدیل ہوا۔ عروس البلاد کی

اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ ایک ہفتہ قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق آٹھ لاکھ سے سولہ لاکھ افراد موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ جشن فتح پر انسانی کھوپڑیوں کا مینار سجایا گیا۔ خلیفہ وقت کو عبرت کا نشان بنایا گیا۔ تین دن بھوکا اور پیاسا رکھنے کے بعد دربار میں لایا گیا اور آخری خواہش پوچھی گئی تو بھوکے اور پیاسے خلیفہ نے کھانے پینے کی چیزیں طلب کی۔ ہلاکو خان نے ملازم کو اشارہ کیا۔ جس نے ایک طشتری خلیفہ کو پیش کی' کپڑا اٹھایا تو نیچے سونے کی اینٹ تھی۔ خلیفہ نے پریشان ہو کر کہا کہ یہ کیا ہے؟ ہلاکو خان نے کہا کہ اسے کھاؤ یہ تمہارے محل سے ملا ہے اور آپ نے ہی جمع کر کے رکھا ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ کیسے کھا سکتا ہوں۔ ہلاکوں نے کہا کہ افسوس کہ تم نے یہ چیزیں جمع کر کے رکھیں۔ حالانکہ یہ جمع کرنے کا سامان نہیں تھا اسے خرچ کرتے۔ اس سے اسلحہ بناتے' آج اس حالت کو نہ پہنچتے۔ ایسے شخص کو جینے کا کیا حق ہے؟ جو عوام کا تحفظ نہ کر سکا اور اپنی ناموس کی حفاظت نہ کر سکا۔ بطور سزا گھوڑوں کے پاؤں تلے کچل دیا گیا۔ ایسے موقع پر یہ فتویٰ علماء کی طرف منسوب کیا گیا کہ عادل کافر امام ظالم سے بہتر ہے۔

صدیوں بعد وہی تاریخ دہرائی گئی۔ جدید سہولتوں سے آراستہ بغداد پھر خاک و خون میں تڑپایا گیا۔ نہتے عوام پر ہزاروں ٹن بارود برسایا گیا۔ درندگی' سفاکی اور بہیمت کا مظاہرہ ہوا۔ آخرکار صلیبی جنگ نے اپنی منزل حاصل کر لی۔ بغداد کا سقوط ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

لاکھوں لوگوں نے وہ عبرتناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا جب بغداد کے الفردوس چوک میں نصب طاغوتی بت زمین بوس ہوا۔ ہاں وہ طاغوت جو صدام کی شکل میں ربع صدی تک عراق پر مسلط رہا۔ وہ طاغوت جو عراقی عوام میں فقر و فاقہ' معاشی بدحالی' سیاسی پسماندگی' تباہی و بربادی کا عفریت چھوڑ کر رفو چکر ہو گیا۔ اگر اس ڈرامے کا انجام یہی دکھانا تھا تو روز اول سے کوئی محفوظ راستہ اختیار کیا ہوتا۔ تاکہ کسی علی اسماعیل کو بازوؤں سے محروم نہ ہونا پڑتا۔ کوئی فاطمہ عباس کی ٹانگیں تو نہ کاٹتا' لوٹ مار گراؤ جلاؤ' خانہ جنگی کی موجودہ کیفیت تو نہ پیدا ہوتی۔

ہائے افسوس! امت مسلمہ کو ابھی نہ جانے اور کتنے ایسے مناظر دیکھنے ہوں گے۔ کربناک حالات سے دوچار ہونا ہوگا۔ اب تو اسامہ' ملا عمر اور صدام کے بارے میں لوگوں کے شکوک یقین میں بدل گئے ہیں جو خود موت' خوف و وحشت' تباہی و بربادی کو دعوت دیتے ہیں اور پھر نامعلوم سفر پر روانہ ہو جاتے ہیں اور امت بے بسی کے آنسو روتی رہتی ہے۔

اے اہل دانش! اے اہل علم! اے قائدین ملت! کچھ تو سوچو! ابھی اور کتنے لوگ ہماری آستینوں میں چھپے ہوئے ہیں' ان کا ادراک کرو۔ انہیں خود ہی پکڑو اور کچل ڈالو' انہیں اپنے ہاتھوں کیفر کردار تک پہنچا دو' یہ ولن کا کردار اب بند کرو۔ آ بیل مجھے مار' روزانہ دشمنان اسلام کو للکارا جاتا ہے' انہیں دعوت مبارزت دی جاتی ہے۔ چیلنج کئے جاتے ہیں اور بغلیں بجائی جاتی ہیں' امریکہ یا اتحادیوں کو گھیر کر مارنے کے دعوے ہوتے ہیں۔ جب یہ بدمست ہاتھی شہر کا رخ کرتا ہے اور لوگوں کو روندھتا ہوا آگے بڑھتا ہے تو اس کا راستہ روکنے کی بجائے نہ جانے کس گلی میں غائب ہو جاتے ہیں۔

امت مرحومہ ان کا راستہ تکتی ہے۔ ان کے قلب و ذہن میں یہ تصور ہے کہ ان کے یہ لیڈر بڑے بہادر و نڈر ہیں' وہ دشمن کو نیست و نابود کر دیں گے' آخری حد تک لڑیں گے' ماریں گے یا مر جائیں گے۔ لیکن ہر بار ان کے ساتھ دھوکہ ہوا اور انہیں مایوسی' ناامیدی کے سوا کچھ نہ ملا۔ پے در پے ایسے واقعات دھرائے گئے جو کسی گہری سازش کا پتہ دیتے ہیں۔

مغربی میڈیا تو جھوٹ بولتا ہے' بے پر کی اڑاتا ہے' گراہی

پھیلاتا ہے' لیکن افسوس اور دکھ ان نام نہاد لیڈروں پر ہے جو جگہ جگہ اپنی جہالت کا پرچار کرتے ہیں اور جھوٹ کا سہارا لے کر چندہ جمع کرنے کی راہ ہموار کرتے ہیں اور جھوٹی تسلیاں دیتے ہیں۔ مجاہدین کی عراق روانگی کا مژدہ سناتے ہیں' اب بغداد نہ رہا' عراق برباد ہو گیا' آخر وہ مجاہد کہاں ہیں؟ اب یہ تماشا بند ہونا چاہئے' زمینی حقائق تسلیم کر لینے چاہئیں۔ عوام کو دھوکے اور فریب میں مبتلا نہیں کرنا چاہئے اور جہاد جیسے مقدس فریضے کو ذاتی مفادات کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہیے۔

سقوطِ بغداد کا شکوہ کس سے کریں؟ کون ہے جو امت مسلمہ کی اشک شوئی کرے۔ سرزمین عراق کی تباہی و بربادی کی ذمہ داری کس پر ڈالیں؟ کس کے خلاف دعویٰ کریں؟ کس کو مجرم سمجھیں؟ اے امت اسلامیہ! یہ صرف ایک عہد کا قتل نہیں' یہ صدام کے جور و ستم کے خلاف مہم نہیں بلکہ یہ پندرہ صدیوں پر پھیلی ہوئی تہذیب و ثقافت کا قتل عام ہے۔ مسلمانوں کو ان کی میراث سے محروم کرنے کی گہری سازش ہے۔ وہ تمام علمی سرمایہ' نادر اور نایاب قلمی نسخے جلا کر خاکستر کر دیئے گئے۔ قرآن محل جس کی راکھ میں نہ جانے کتنے قیمتی اوراق معدوم ہو گئے۔

مسلمان ہمیشہ اپنی زندگی کو اللہ کی امانت سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ایک ایک لمحہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزرتا ہے جس کی رہنمائی وہ قرآن حکیم اور احادیث نبوی سے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتا ہے۔ شاید اسی لئے اتحادی افواج نے اس علمی ذخیرے کو جلا کر خاکستر کیا۔ تاکہ مسلمان آزاد ہو جائیں۔ کیا یہی وہ آزادی ہے جو اتحادی عراقیوں کو دینے آئے؟ لیکن انہیں بھولنا نہیں چاہئے کہ اس طرح کی ناپاک جسارت اس سے قبل سقوط غرناطہ میں بھی ہوئی اور بحری بیڑوں کو غرق آب کیا گیا۔ سقوط بغداد کے وقت ہلاکو خان نے شہر کو لوٹ کر سپرد آگ کیا' کئی دن تک بغداد کا کتب خانہ جلتا رہا' جو باقی بچا اسے دجلہ میں بہا دیا گیا لیکن کیا ایسا کرنے سے امت مسلمہ اپنے عقیدے سے تائب ہو گئی' کیا ان کی تہذیب و ثقافت گم ہو گئی اور کیا اسلامی روایات ناپید ہو گئیں؟ نہیں ایسا نہ ہوا نہ اب ہو گا۔ ان شاء اللہ

مسلمان اپنی میراث کی حفاظت کرنے کی اہلیت رکھتا ہے' قرآن محل کو نذر آتش کرنے سے کروڑوں مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ قرآن حکیم کو کوئی گزند نہیں پہنچے گی' احادیث کے مجموعے تلف نہیں ہوں گے' بلکہ یہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے۔

ایک بات واضح ہو گئی کہ اتحادی افواج میں مذہبی تعصب' بغض' کینہ شدت کے ساتھ موجود ہے اور وہ ہر اس نشان کو مٹانا چاہتے ہیں جس سے اسلام کی شناخت ہے۔ لہٰذا اب عراقیوں کی آزمائش شروع ہوئی ہے کہ وہ کس حد تک اپنی اسلامی شناخت برقرار رکھتے ہیں اور اسلام سے اپنی وابستگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہی جنگ کی اصل تباہ کاری ہے کہ مفتوح اقوام اپنی اصل شناخت کھو دیں۔ آنے والی نسلیں یہ نہ جان سکیں کہ ان کا تعلق قوم رسول ہاشمیؐ سے ہے۔

عراقی قوم سے پرزور مطالبہ ہے کہ آزمائش اور ابتلاء کی اس گھڑی میں وہ ثابت قدم رہیں۔ بھوک' تنگی' اقتصادی پسماندگی بالکل عارضی ہیں۔ آج نہیں تو کل خوشحالی اور فارغ البالی میسر آ جائے گی۔ لیکن دنیا کے بدلے دین کا سودا ہرگز نہ کریں۔ اسلامی تہذیب و ثقافت اور اس کی تابندہ روایات کو سربلند رکھیں' ان کی نہ صرف حفاظت کریں بلکہ اپنے نوجوانوں اور نونہالوں کو بھی تلقین کریں اگر انہوں نے اپنا عقیدہ رہن سہن بود و باش طرز زندگی کو بچا لیا تو اتحادی فاتح ہونے کے باوجود شکست خوردہ تسلیم ہوں گے۔ جو عراق پر حکمرانی تو کریں گے لیکن عراقیوں کو فتح نہ کر سکیں گے۔ ہماری دلی دعائیں' نیک تمنائیں قدم قدم پر ان کے ساتھ ہیں۔

اللھم ثبت اقدامھم و فقھم لما تحبہ و ترضاہ